عدالت وقضاء پر معاصر اردو لٹریچر کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Contemporary Urdu Literature on Court and Justice

Muhammad Sohail Hasan
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, BZU Multan:
sohailhasan705@gmail.com

Dr. Munazza Hayat
Associate Professor, Department of Islamic Studies, BZU Multan:

Dr. Muhammad Sultan Khokhar
Professor, Department of Islamic Studies, BZU Multan:

Abstract:
This article intends to throw light on contemporary Urdu literature i.e. books, articles, thesis and dissertations on Court and Justice.The importance of writing can never be denied and writing is the best source of knowledge about the situations and events of the past. Only through writing, literature is preserved and reaches the future generations, if the written literature is not preserved and does not reach the future generations, then the coming generations will not even know about the achievements of the predecessors. Therefore, the importance of writing has always been recognized in developed and educated nations and priority has always been given to written work. The reliable means of knowing the problems and requirements of the present era is written works of renown scholars and research work of researchers. In the article under review, an analytical study of the available materials published in Urdu language related to court and judiciary has been done. In this context, documentary and non-documentary theses, books and articles written in Urdu language have been reviewed and a brief view has been given on their styles and characteristics. An overview of the contents of the articles and books is presented. In this regard, results and recommendations have been derived with the help of analytical research.

Keywords: *Court, Justice, Urdu literatre, Articles, Thesis, Books, Research.*

تمہید

تحریر کی اہمیت سے کبھی بھی انکار نہیں کیا جاسکتا اور گزشتہ زمانے کے حالات وواقعات سے اگاہی کا بہترین ذریعہ تحریر ہی ہے۔ تحریر کے ذریعے ہی لٹریچر محفوظ رہتا ہے اور آنے والی نسلوں تک پہنچتا ہے اگر تحریری لٹریچر محفوظ نہ رہے اور آنے والی نسلوں تک نہ پہنچے تو اخلاف کو اسلاف کے کارناموں کی خبر تک بھی نہ ہو۔ اس لیے ترقی یافتہ اور باشعور اقوام میں ہمیشہ سے تحریر کی اہمیت مسلمہ رہی ہے اور ہمیشہ سے ہی تحریری کام کو فوقیت دی جاتی رہی ہے۔ عہد حاضرہ کے مسائل اور تقاضوں سے واقفیت کا معتبر ذریعہ قلمی و تحقیقی کام کو گردانا جاتا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں عدالت و قضا سے متعلق اردو زبان میں چھپنے والے دستیاب مواد کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں اردو زبان میں لکھے جانے والے سندی و غیر سندی مقالہ جات، کتب اور آرٹیکلز کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان کے اسالیب و خصوصیات پر ایک طائرانہ نظر ڈالی گئی ہے۔ سطور ذیل میں عدالت و قضاء کے عنوان پر لکھے گئے مقالات، مضامین اور کتب کے مشمولات کا اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں تجزیاتی تحقیق کی مدد سے نتائج وسفارشات اخذ کیے گئے ہیں۔

اردو تحقیقی مقالات

جامعات میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر لکھے گئے تحقیقی مقالات کی مباحث کا اجمالی تعارف بیان کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ کلیدی نکات بارے مقالہ کی عبارت کا جائزہ بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اگر ان مقالات میں سے کسی کی کتابی شکل میں طباعت عمل میں لائی گئی ہے تو اس بارے تفصیلات بھی درج کی گئی ہیں۔

قرائنی شہادت کی بنیاد پر اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا تحقیقی و تطبیقی جائزہ

غلام فاروق نے پروفیسر ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ بعنوان "قرائنی شہادت کی بنیاد پر اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا تحقیقی و تطبیقی جائزہ" تحریر کیا۔ یہ مقالہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے شعبہ علوم اسلامیہ و عربی کے سیشن 17-2014 کے اسکالر کو تفویض ہوا۔ چار ابواب پر مشتمل اس تحقیقی مقالہ میں قرائن کے مفہوم کو واضح کرنے کے ساتھ اس کی حجیت پر قرآن وسنت سے (17) سترہ دلائل ذکر کیے گئے ہیں۔ جن میں حضرت یوسف کی براءت پر قمیص کا پیچھے سے پھٹنا، چہرے پر نشانات کو کثرت سے قیام اللیل پر قرینہ قرار دینا، علامات اور ستاروں کو منزل کے حصول کے لیے قرینہ سمجھنا۔ ان قرائن کو قرآنی آیات سے ذکر کرنے کے بعد احادیث سے بھی قرائن ذکر کیے ہیں جیسا کہ اولاد کے نسب کے لیے فراش کا قرینہ، مسجد کی حاضری ایمان کا

قرینہ، جھوٹ وخیانت اور وعدہ خلافی کو منافقت کا قرینہ کے طور پر ذکر کیا ہے اور متعلقہ آیات واحادیث کو متون کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔[1]

عائلی قوانین سے متعلق پاکستانی اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کا اسلامی تعلیمات کے تناظر میں تحلیلی وتحقیقی جائزہ

شاہانہ تبسم نے پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمن کی زیر نگرانی پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ بعنوان "عائلی قوانین سے متعلق پاکستانی اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کا اسلامی تعلیمات کے تناظر میں تحلیلی وتحقیقی جائزہ" 2020 میں مکمل کیا۔

اراضی اور بعض مالیاتی امور سے متعلق پاکستانی قوانین کو اسلامیانے میں اعلیٰ عدالتوں کا کردار تحقیقی جائزہ

محبوب عالم کی پی ایچ ڈی کی تحقیق کے لیے موضوع کا انتخاب بعنوان "اراضی اور بعض مالیاتی امور سے متعلق پاکستانی قوانین کو اسلامیانے میں اعلیٰ عدالتوں کا کردار تحقیقی جائزہ" 2015 میں پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم رانا نگرانی میں منظور ہوا، اس عنوان پر تاحال کام مکمل نہیں ہو سکا۔

پاکستان میں نافذ حدود قوانین سے متعلق اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا اسلامی اور عصری تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

شکیل احمد قریشی کی پی ایچ ڈی کی تحقیق کے لیے موضوع " پاکستان میں نافذ حدود قوانین سے متعلق اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا اسلامی اور عصری تناظر میں تجزیاتی مطالعہ "ہے۔ان کے نگران پروفیسر ڈاکٹر محمود سلطان کھوکھر تھے۔یہ کام بھی تاحال مکمل نہیں ہو پایا۔

اعلیٰ عدالتوں کے احتساب کا اسلامی طریقہ کار (قرآن وسنت اور تعامل امت کی روشنی میں تحقیقی وتحلیلی جائزہ)

ایم فل کی سطح پر مقالہ نگار محمد اشرف نے پروفیسر ڈاکٹر محمد ادریس لودھی کی زیر نگرانی "اعلیٰ عدالتوں کے احتساب کا اسلامی طریقہ کار (قرآن وسنت اور تعامل امت کی روشنی میں تحقیقی وتحلیلی جائزہ) کے عنوان پر 2010 میں شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں جمع کروایا۔اس مقالہ میں اعلی عدالتوں کے احتسابی عمل کو زیر بحث لانے سے قبل عدل وقضاء کے لوازمات اور عوارض کو زیر بحث لایا گیا ہے۔چار ابواب مشتمل اس مقالہ میں خلافت

---

[1] عمر فاروق، قرائنی شہادت کی بنیاد پر اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا تحقیقی وتطبیقی جائزہ، تحقیقی مقالہ پی ایچ ڈی، علوم اسلامیہ، سیشن 17-2014، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد، ص 25-1

راشدہ میں عدلیہ کے قیام اور اس کی نوعیت کو عنوان بناتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیق کے فیصلہ کرنے کے اسلوب کو ذکر کیا ہے کہ ان کے پاس جب مقدمہ آتا تو پہلے قرآن پاک کی طرف رجوع کرتے اگر وہ مسئلہ صراحت کے ساتھ ملتا تو احادیث مبارکہ سے راہنمائی لیتے، اگر احادیث میں خاص اس مسئلہ کا ذکر نہ پاتے تو پھر صحابہ کرام سے استفسار کرتے کہ تم میں سے کوئی اس معاملہ کے متعلق حضور ﷺ کے فیصلے کو جانتا ہے تو میری راہنمائی کرے، اگر کوئی بتا دیتا تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے کہ اس نے ہم میں ایسے لوگ پیدا کیے جو رسول اللہ ﷺ کی باتوں کو یاد رکھتے ہیں۔[2]

اردو تحقیقی مضامین

ہائیر ایجوکیشن کمیشن پاکستان (ایچ ای سی پاکستان) کے منظور شدہ تحقیقی مجلات، جن میں محققین کے مضامین ماہرین کی تصدیق کے بعد شائع کیے جاتے ہیں۔ ان مجلات میں عدلیہ اور عدالتی نظام سے متعلق شائع ہونے والے مضامین کا ذیل میں پہلے تعارف بیان کیا گیا ہے۔ اشاعتی تفصیلات کو ذکر کرنے کے بعد مباحث کا تحقیقی جائزہ مذکور ہے۔

شرعی سزاؤں کی تنفیذ میں حکومتی اور عدالتی اختیارات (مشکلات اور تدارک)

"شرعی سزاؤں کی تنفیذ میں حکومتی اور عدالتی اختیارات (مشکلات اور تدارک)" کے عنوان سے ڈاکٹر عبد الغفار کا مضمون، شش ماہی تحقیقی مجلے جہات الاسلام (جولائی-دسمبر 2016, Vol,10. No. 1) کلیہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور سے طبع ہوا۔ اس تحقیقی مضمون میں شرعی سزاؤں کی تنفیذ کی ضرورت اجاگر کرنے کے ساتھ نافذ کرنے میں حائل رکاوٹوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ "اگر ریاست کی عدلیہ اسلامی نظامِ عدل کے بنیادی تقاضوں کو پورا نہیں کر رہی تو تنفیذِ حدود کے لیے یہ ایک بڑی رکاوٹ ہے جس کی موجودگی میں ایک مجرم کو شرعی سزا نہیں دی جاسکتی۔ اس سلسلہ میں جن امور کی ضرورت ہے اس حوالے سے حضرت عمر بن خطاب کے خط کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے حضرت ابو موسی اشعری کو عدالتی امور سے متعلق تحریر کیا۔[3]

---

[2] محمد اشرف، اعلیٰ عدالتوں کے احتساب کا اسلامی طریقہ کار (قرآن وسنت اور تعامل امت کی روشنی میں تحقیقی و تحلیلی جائزہ)، تحقیقی مقالہ ایم فل، علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، ص 27

عدلیہ کی آزادی پر مضمون نگار نے زور دینے کے ساتھ پاکستان کی حالتِ زار کو بھی ذکر کیا ہے۔"عدلیہ کی آزادی کا آغاز ججوں کے صحیح تقرر سے ہوتا ہے، لیکن بالآخر اس کا انحصار جج کے کردار اور شخصیت پر ہے۔ اگر پاکستان کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو نظر آتا ہے کہ جو قانون اور روایات ہمارے ملک میں کار فرما رہی ہیں، وہ کوئی اچھی مثال پیش نہیں کرتیں۔ ججز کے تقرر کے لیے صاف شفاف طریقہ کار ہونا ضروری ہے اور اس سلسلے میں کسی کو صوابدیدی اختیار حاصل نہیں ہونا چاہیے۔ ججوں کے تقرر کے لیے دستوری ترمیم کے ذریعے بالکل آزاد ایک ادارہ نیشنل جوڈیشل کمیشن قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ججوں کی مدت پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ملازمت سے فارغ ہونے کے بعد مختلف بامعاوضہ ذمہ داریوں کے لیے ان کے دستیاب ہونے کے بھی اچھے نتائج سامنے نہیں آتے ہیں۔[4]

عدالتی خلع پر فتوی کے مختلف رجحانات کا تنقیدی جائزہ

" عدالتی خلع پر فتوی کے مختلف رجحانات کا تنقیدی جائزہ " کے عنوان سے اشفاق احمد کا مضمون، شش ماہی تحقیقی مجلے فکر و نظر (Vol,54. No. 1-2 ,) بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے طبع ہوا۔

اس تحقیقی مضمون میں اسلامی تاریخ کے حوالے سے خلع کی تاریخ کو اسلام کی ابتداء کے ساتھ مربوط کیا ہے۔ پاکستان میں قانون خلع کا تاریخی پس منظر 1945 میں عمر بی بی بنام محمد دین کے مقدمے سے شروع کیا ہے، جس میں عدالتی فیصلہ یہ تھا کہ عورت شوہر کی رضامندی کے بغیر خلع نہیں کرا سکتی۔ پھر 1952 کا فیصلہ بھی اسی کے موافق ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ 1959 میں پاکستان میں پہلی بار لاہور ہائی کورٹ کے تین جج صاحبان نے بلقیس فاطمہ بنام نجم الاکرام کے مقدمے میں یہ فیصلہ دیا کہ اگر عدالت تحقیق کے ذریعے اس نتیجے تک پہنچتی ہے کہ زوجین حدود اللہ کو

---

[3] عبد الغفار، ڈاکٹر "شرعی سزاؤں کی تنفیذ میں حکومتی اور عدالتی اختیارات (مشکلات اور تدارک)"، شش ماہی تحقیقی مجلے جہات الاسلام (جولائی دسمبر 2016, Vol,10. No. 1) کلیہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ص 147

[4] "شرعی سزاؤں کی تنفیذ میں حکومتی اور عدالتی اختیارات (مشکلات اور تدارک)"، ص 149-148

قائم نہیں رکھ سکیں گے تو عدالت شوہر کی رضامندی کے بغیر ہی خلع کر سکتی ہے۔بعدازاں اسی فیصلے کی توثیق 1967 میں سپریم کورٹ کے ایک فیصلے میں بھی کی گئی ہے۔[5]

عدالتی خلع کی بابت چار طرح کے فتوی کے رجحانات ذکر کیے گئے ہیں اور بعدازاں ان کا تنقیدی جائزہ مذکور ہے۔چار رجحانات یہ ذکر کیے ہیں۔1۔مطلقاًجواز 2۔مطلقاًعدمِ جواز 3-عدمِ جواز مع فسخ نکاح 4۔مالکی مذہب پر فتوی دینا۔[6]اس سلسلے میں رجحانات کے شواہد کے طور پر فتوی بھی نقل کیے گئے ہیں جن میں استفتاء/سوال اور فتوی/جواب دونوں کو ذکر کیا گیا ہے۔

اسلامی نظام عدل اور آزاد جموں وکشمیر کا عدالتی ماڈل

" اسلامی نظام عدل اور آزاد جموں وکشمیر کا عدالتی ماڈل " کے عنوان سے ڈاکٹر فرید الدین طارق اور ڈاکٹر حسنات گیلانی کا مضمون، تحقیقی مجلے ہزارہ اسلامیکس (جولائی-دسمبر2021, Vol,10. No. 2) میں طبع ہوا۔اس تحقیقی مضمون میں اسلامی نظام عدل کے اصول، خدوخال اور مختلف اداروں کا جائزہ لیا ہے اور اسی تناظر میں کشمیر کے عدالتی ماڈل کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔مزید حکومت وریاست کی بنیادی ذمہ داری عدل کا قیام بیان کی گئی ہے تاکہ معاشرے میں توازن قائم ہو۔

اسلامی ریاست کے عدالتی نظام کا تحقیقی مطالعہ

" اسلامی ریاست کے عدالتی نظام کا تحقیقی مطالعہ " کے عنوان سے محمد صفی اللہ صفی اورڈاکٹر محمد ریاض الازہری کا مضمون، شش ماہی تحقیقی مجلے مجلہ علوم اسلامیہ اسلام آباد (جنوری-جون2021) میں طبع ہوا۔اس تحقیقی مضمون میں مقالہ نگار قرآن وسنت سے استدلال کرتے ہیں۔اس کے بعد وہ دور رسالت میں عدالتی نظام کو مختلف حوالوں کے ساتھ مزین کرتے ہیں۔اسی دور میں وہ مختلف قاضیوں کے مختلف علاقوں میں تقرر پر بحث کرتے ہیں۔اس کے بعد وہ دور خلفاء راشدین میں عدالتوں کے نظام عدل کو بیان کرتے ہیں۔پھر مقالہ نگار دور بنوامیہ اور دور بنوعباس میں عدالتوں کے نظام کو بیان کرتے ہوئے برصغیر پاک وہند کے عدالتی نظام پر بحث کرتے ہیں۔

[5]اشفاق احمد،عدالتی خلع پر فتوی کے مختلف رجحانات کا تنقیدی جائزہ،شش ماہی تحقیقی مجلہ فکرونظر (Vol,54. No. 1-2 ,) بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد،ص131-130

[6]عدالتی خلع پر فتوی کے مختلف رجحانات کا تنقیدی جائزہ،ص131

اس مقالے میں عدالتی نظام کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جس میں پہلا دور نبی کریم کی ہجرت سے ڈیڑھ سو سال تک بیان کیا گیا ہے دوسرا دور بغداد کی تعمیر سے لے کر ترکوں کے زمانے تک کا ہے اور تیسرا دور سلطان عبد المجید ثانی سے لیکر عصر حاضر تک کا ہے۔ مذکورہ تمام ادوار میں زندگی کا کوئی بھی شعبہ ہو وہ اسلام کی تعلیمات سے محروم نہیں رہا ہے۔ دین اسلام میں عدالت کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں مکمل تعلیمات موجود ہیں۔ اسلام کا دستور مدینہ دنیا کا پہلا تحریری دستور ہے جس میں عدالت کے متعلق دفعہ نمبر چوبیس اور دفعہ نمبر چوالیس شامل ہیں ۔وہ علاقے جن میں قبائلی نظام موجود ہے ان قبیلوں کے سرداروں کو بھی انتظامی اور عدالتی ذمہ داری دی گئی ہے۔

۲۔اسلامی نظام عدل اور آزاد جموں وکشمیر کا عدالتی ماڈل

اس مقالہ کے دو مقالہ نگار ہیں۔ جن میں سے ایک ڈاکٹر فرید الدین طارق، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، دی یونیورسٹی آف آزاد جموں اینڈ کشمیر، مظفر گڑھ اور دوسرے ڈاکٹر حسنات گیلانی، شعبہ قانون دی یونیورسٹی آف آزاد جموں اینڈ کشمیر، مظفر گڑھ ہیں۔ اس مقالے کو ہزارہ اسلامیکس نے شائع کیا ہے۔ ان کے مقالے کا لب لباب یہ ہے۔

سب سے پہلے عدل کے معنی ومفہوم کو بیان کیا گیا ہے۔ دین اسلام میں عدل وانصاف کے علاوہ ایک دوسری اصطلاح استعمال ہوتی ہے جسے قضا کہتے ہیں۔ قضاء کے مختلف معنی ومفہوم کو بیان کیا گیا ہے مگر سب میں جو مشترک پہلو بیان ہوا ہے وہ یہ کہ کسی چیز کو مکمل حتمی طور پر قائم کرنا یا ختم کر دینا ہے۔ اس کے بعد نظام عدل کو قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ اسلامی نظام عدل کے اصولوں کو مکمل شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام عدل کے مختلف انتظامی اداروں کو بھی مکمل وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد آزاد جموں وکشمیر کا عدالتی ماڈل اور ان کے قوانین کو کو بڑے اچھوتے انداز میں تحریر کیا ہے۔

مقالہ میں بیان کیا گیا ہے کہ دین اسلام کی تعلیمات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی ریاست میں یکسانیت کے تصور بدرجہ اتم موجود ہے، اسلامی ریاست کا انتظام چلانے کے لیے مختلف اداروں کا قیام ضروری ہے یہ ادارے آپس میں لازم وملزوم ہیں ایک ادارا دوسرے ادارے کے لیے لازمی ضرورت ہے اور سب مل کر ایک اکائی کے طور پر کام کرتے ہیں۔ نظام عدل کے درست ہونے کا انحصار کئی دوسرے عناصر پر ہوتا ہے صرف قاضی کی ایمانداری اور معاملہ فہمی عدل وانصاف کے لیے کافی نہیں ہوتی جب تک کے معاشرہ احتسابی عمل سے ہمکنار نہ ہو۔

۱۹۷۴ کے ایکٹ کے ذریعے آزاد جموں وکشمیر میں اسلامی قوانین کو نافذ کیا گیا ہے۔ آزاد جموں وکشمیر میں ایک منفرد عدالتی نظام قائم جو بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آزاد جموں وکشمیر میں تحصیل کی سطح تک ججز کے ساتھ قاضی بھی تعینات کیے گئے ہیں جو اسلامی قانون کے مطابق فیصلے کرتے ہیں۔ مگر ان سب کے باوجود بھی ابھی تک قانون کو اسلامیانہ کا کام نامکمل اور تعطل کا شکار ہے۔ اسلامی عدالتی نظام کے باوجود بھی بہت سارے جرائم پر سزا کا عمل منقطع ہے۔ جس کو مکمل طور پر فعال کرنا لازمی امر ہے۔

۳۔ بلتستان کی شرعی عدالتیں: تاریخی پس منظر و موجودہ اطلاقات

یہ مقالہ ڈاکٹر جواد حیدر ہاشمی کا ہے جو کہ جامعہ کراچی شعبہ اسلامیات میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔ اس مقالہ کو بیان الحکمہ نے شائع کیا ہے۔ ان کے مقالے کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

مقالہ نگار نے شرعیہ بلتستان کے تین اغراض و مقاصد بیان کیے ہیں۔ شرعیہ بلتستان کا طریق کار اور ضابطہ عمل کے ستائیس نکات کو منظور کیا گیا ہے۔ عملیہ برائے ارکان وعمال وفیصلہ کنندگان کے سرہ ضابطہ عمل کو بیان کیا گیا ہے۔ شرعی عدالتوں کی ہیئت ترکیبی پانچ علماء پر مشتمل کمیٹی ہے اور تمام علماء فارغ التحصیل ہیں۔ اس کے بعد شرعی عدالتوں کے طریقہ کار کو بیان کیا گیا ہے۔ پھر دینی رجحان کی تشکیل کے اہم عناصر کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ آخر میں ریکارڈ کو محفوظ کرنے کے طریق کار کی وضاحت کی گئی ہے۔

بلتستان کے ہر گاؤں میں لوگوں کے درمیان ہونے والے تنازعات اور ان کے مسائل کے حل میں ان کے علماء کرام اہم کردار ادا کرتے آئے ہیں۔ لیکن اسلامی قانون کے مطابق فیصلہ سازی کے لیے ایک باقاعدہ ادارہ پہلی مرتبہ ۱۹۵۰ء میں محکمہ شرعیہ بلتستان کے نام سے قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کے مخصوص مقصد جن میں شریعت اسلامیہ کی تزویج اور مختلف تنازعات کا اسلامی قانون کے مطابق فیصلہ سرانجام دینے کے لیے کام کرنا قرار پایا۔ ان عدالتوں کے پاس قیام سے لیکر اب تک تمام فیصلوں کا ریکارڈ بھی محفوظ ہے۔

۴۔ رائج عدالتی نظام میں فراہمی انصاف میں تاخیر {قرآن وسنت اور دستور پاکستان کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ}

یہ مقالہ دو پروفیسر صاحبان حافظ حبیب الرحمٰن جو کہ اسسٹنٹ پروفیسر اور ساتھ ہی چیئرمین بھی ہیں شعبہ تربیت ،شریعہ اکیڈمی ،بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ،فیصل مسجد کیمپس ،اسلام ،پاکستان اور دوسرے شمس الحق یہ بھی

اسسٹنٹ پروفیسر اور ساتھ ہی چیئرمین بھی ہیں شعبہ مطبوعات، تربیت، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ،فیصل مسجد کیمپس، اسلام، پاکستان۔ اس مقالے کو جہات الاسلام نے شائع کیا ہے۔ مقالے کا تعارف درج ذیل ہے۔

مقالہ نگاروں کے اپنے مقالے کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے پہلے حصے میں انہوں نے موجودہ عدالتی نظام کے چند قابل اصلاح پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے ان میں مہنگا اور سست رفتار نظام عدل وانصاف کو بیان کیا ہے اس کے بعد اس میں انصاف کے مہنگا ہونے اور سست ہونے کے اسباب کو بیان کیا ہے اور ساتھ ہی ارباب قضا کے نزدیک اس کا حل بھی پیش کیا ہے۔

دوسرے حصے میں اسلامی نظام عدل و انصاف کا بروقت اور فوری حصول کا لائحہ عمل اور طریق کار کو بیان کیا ہے۔ اس حصے میں انہوں نے قرآن وسنت سے عدل وانصاف کی جلد فراہمی کے لیے دلائل دیے ہیں۔ ان دلائل میں انہوں نے سیرت مبارکہ کے واقعات اور دور صحابہ کرام کے واقعات سے استفادہ کیا ہے۔

اسلام کا عدالتی نظام صرف اسی صورت میں ہی موثر ہو گا جب عوام اس قانون پر اعتماد کریں گے اور یہ صرف اسی صورت میں ہی ممکن ہے جب اسلام کا مکمل معاشرتی، معاشی، سیاسی اور قانونی نظام رائج ہو۔ اگر معاشرہ غیر اسلامی خطوط پر چل رہا ہو تو وہ اسلامی عدالتی نظام کا قیام ناممکن ہے۔

ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر فرد کی کفالت کا اہتمام کرے اگر پھر بھی کوئی شخص چوری کرتا ہے تو اسلام کا قانون فوری حرکت میں آئے اور اس طرح کی ذہنت رکھنے والوں سے معاشرے کو پاک کرے۔ ریاست کا بنیادی فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے لیے ضروری اقدامات کرے اس سے جرائم کی اچھی خاصی تعداد کم ہو جاتی ہے۔

محتسب کے ادارے کو فعال بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے اور اس ادارے کو ہر تحصیل اور ضلع تک پھیلانے میں ریاست اپنا کردار ادا کرے۔ اسلامی نظام عدل کی ترتیب کو لازمی ملحوظ رکھا جائے تاکہ عدالت کا وقت ضائع نہ ہو اس کے لیے قانون سازی کی جائے کہ مقدمہ عدالت میں لانے سے پہلے مصالحتی عمل سے گزارا جائے۔

۵۔ اسلام میں عدلیہ کی آزادی کا تصور

یہ مقالہ ڈاکٹر انوار اللہ کا ہے جو کہ سینئر ایڈوائزر ہیں وفاقی شرعی عدالت اسلام آباد میں ۔اس مقالے کو فکر و نظر اسلام آباد نے شائع کیا۔ ان کے مقالے کا تعارف درج ذیل ہے۔

مقالہ میں مقالہ نگار نے قرآن کریم کی متعدد آیات سے استدلال کیا ہے اور اپنے موقف آزاد عدلیہ کے تصور کا ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔اس کے بعد مقالہ نگار نے سیرت رسول سے بہت سی مثال بیان کی ہیں جن سے مقالہ نگار کی قوت استدلال کا طاقت کا اندازہ ہوتا ہے۔اس کے بعد وہ صحابہ کرام کے حوالے سے بہت سی مثالیں آزاد عدلیہ کے حوالے سے اپنے دلائل کے ضمن کے نقل کرتے ہیں اور اپنے موقف کو ثابت کرنے کی کامیات سعی کرتے ہیں۔اس کے بعد مقالہ نگار بنوامیہ اور بنوعباس کے زمانے کا ذکرتے ہیں ہیں اپنے موقف پر مزید دلائل فراہم کرتے ہیں۔

مقالے کے آخر میں مقالہ نگار سعودی عرب کے عدالتی نظام سے متعلق قانون کا پہلا باب نقل کرتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ ان کے ہاں بھی عدلیہ کی آزادی کا تصور پایا جاتا ہے۔اس کے بعد مقالہ نگار پاکستان کے حوالے سے آزاد عدلیہ کے تصور کا جائزہ لیتے ہیں کہ پاکستان میں آزاد عدلیہ کا تصور نہیں پایا جاتا ہے کیوں یہاں انگریز حکومت کرتے تھے اس لیے انہوں نے ہر چیز کا انتظام اپنے اپنے ہاتھوں میں لے رکھا تھا یہی وجہ ہے کہ یہی نظام پاکستان کو بھی انگریزوں کی طرف سے حصہ میں ملاہے۔جس میں تمثیل عصر حاضر کے فیصلوں کی کی روشنی میں بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

٦۔پاکستان میں طلاق وخلع سے متعلق عدالتی طریقہ کار تجزیاتی مطالعہ

یہ مقالہ ڈاکٹر سیدہ سعدیہ نے لکھاہے جو کہ گورنمنٹ کالج وومن یونیورسٹی سیالکوٹ میں،شعبہ عربیک اینڈ اسلامک اسٹڈیز میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔ان کے مقالے کو احیاء العلوم نے شائع کیا ہے۔اس کا تعارف حسب ذیل ہے۔

اپنے مقالے کے آغاز میں ڈاکٹر صاحبہ عائلی قوانین کا پس منظر بیان کرتی ہیں جن میں نکاح،مہر،طلاق،نفقہ،وراثت وغیرہ کے قوانین زیر بحث لاتی ہیں۔اس کے بعد پاکستان میں عائلی قوانین کا نفاذ پر بحث کرتی ہیں جن میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء، مسلم عائلی قوانین آرڈیننس کے تحت ۱۹۶۱ کے قواعد، مسلم قانون شخصی ایکٹ ۱۹۶۲ء اور مسلم شادیوں کی تنسیخ کا قانون ۱۹۳۹ء شامل ہیں۔اس کے بعد ڈاکٹر صاحبہ طلاق وخلع سے متعلق نکات کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتی ہیں۔پھر ڈاکٹر صاحبہ تنسیخ نکاح اور دیگر اقسام طلاق میں فرق پر بحث کرتے ہوئے اہم نکات کو واضح کرتی ہیں۔اس کے بعد قانون خلع میں ترمیم کو وضاحت سے بیان کرتی ہیں۔پاکستان میں عائلی عدالتی صورتحال کو نمایاں کرتی ہیں۔پنچائتی اور جرگہ کا نظام اصلاح طب پہلو کو قدر تفصیل ساتھ ان پر روشنی ڈالتی ہیں۔

مقدمات میں زیادہ طوالت نہ کی چاہیے۔یونین کونسل اور مصالحتی انجمنوں کو فعال کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔یونین کونسل کے افراد کی تعلیمی اور قانونی قابلیت کا بھی جائزہ لیناچاہیے کہ مسائل کے حل کے لئے کافی ہے یا

نہیں۔ مصالحتی کونسل میں ایک نشت خواتین کے لیے مختص ہونی چاہیے ایک عالم دین کے لیے تاکہ معاملات کو شریعت کی روشنی میں حل کیا جاسکے۔ سب سے پہلے مقدمہ مصالحتی کونسل میں حل ہونے کے لیے پیش ہونا چاہیے ۔ مصالحتی کونسل خواتین کے مسائل کے حل کے لیے معاون ہیں اس سے ان کے مسائل کم ہوں گے۔ عائلی عدالتوں کو فعال کیا جائے اور ججز کی تعداد کو زیادہ کیا جائے تاکہ فیصلے جلد کرنے میں آسانی ہو۔

۷۔ اسلام کے عدالتی نظام کا جائزہ مکی و مدنی ادوار رسالت کے تناظر میں

اس مقالے کو عبید اللہ ایم فل اسکالر یونیورسٹی آف بلوچستان نے ڈاکٹر صاحبزادہ باز محمد چیئر مین شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی کے زیر نگرانی تحریر کیا ہے۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے عدالتی نظام کو مکی اور مدنی دور رسالت کے تناظر میں بیان کیا ہے۔ اپنے مقالہ کے آغاز میں قرآن کریم کی متعدد آیات کریمہ کا حوالہ دیتے ہیں جو کہ نظام عدل کو بیان کرتی ہیں۔ اس کے بعد مقالہ نگار عدالتی احکام کے اساسی پہلو کو مختلف اکابرین کی کتب سے بحوالہ پیش کرتے ہیں۔ اسی وہ آزاد عدلیہ کے تصور کو بیان کی کامیاب سعی کرتے ہیں۔ اس کے بعد مقالہ نگار عدلیہ کے فرائض کا مکی دور رسالت کا اجمالی جائزہ لیتے ہیں۔ اس کے بعد مدنی دور رسالت میں مختلف مثالوں کے ذریعے عدلیہ کی آزاد تشکیل کو بیان کرتے ہیں۔ مقالہ نگار کے نزدیک زمین پر خلافت کے بعد عدالتی نظام کا قیام ایک ذمہ داری ہے۔ دین اسلام میں عدالتی نظام کا ایک مکمل نظام موجود ہے۔ اسلامی عدلیہ کے مکی اور مدنی ادوار کو بنیاد عصر حاضر میں عدل انصاف کی فراہمی ممکن ہے۔

۸۔ خلافت راشدہ کا عدالتی نظام

اس مقالے کے مقالہ نگار مفتی عبید اللہ ہیں جو کہ الحمد اسلامک یونیورسٹی، شعبہ علوم اسلامیہ میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں ۔ ان کے مقالے کا تعارف درج ذیل ہے۔

اپنے مقالہ کے آغاز میں مفتی صاحب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عدالتی نظام کو مختلف مثالوں سے مزین کرتے ہیں۔ جس میں وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عدالتی نظام کا طریقہ کار بیان کرتے ہیں۔ عہد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک مثالی دور تھا جس کی حیثیت بنیادی اور اصولی تھی۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے دور کا عدالتی نظام بیان کرتے ہیں اس میں بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قانون مساوات اور عدل وانصاف کی فراہمی کو بیان کرتے ہیں۔ عہد عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں نظام عدل کو ایک نمایاں مقام حاصل ہوا

۔اس کے ساتھ ساتھ قاضی کے تقرر اور اس کے شرائط متعین ہوئیں۔اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور کا ذکر کرتے ہیں۔جس حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کارہائے نمایاں کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نظام عدل میں فرق صرف اتنا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کاروائی مسجد میں سنا کرتے تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ نے کاروائی سننے کے لئے الگ سے نظام عدل کے لیے عمارت تعمیر کروائی جس میں وہ عدالتی کاروائی کو سنا کرتے تھے۔اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عدالتی نظام کی وضاحت کرتے ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی خلفاء ثلاثہ کے نظام عدل کو بحال رکھا اور اپنے عدل وانصاف کی بے شمار مثالیں قائم کیں۔خلافت راشدہ کے نظام عدل نے عہد رسالت کے عدالتی نظام کی مکمل پیروی کی۔جس میں اپنے اور پرائے،دوست اور دشمن، مسلم اور غیر مسلم کسی کے درمیان کوئی فرق نہیں تھا۔

۹۔شرعی سزاوں کی تنفیذ میں حکومتی اور عدالتی اختیارات{مشکلات اور تدارک}

اس مقالے کے مقالہ نگار عبد الغفار پی ایچ ڈی اسکالر شعبہ اسلامیات وعربی، گومل یونیورسٹی،ڈیرہ اسماعیل خان ،پاکستان اور دوسرے ڈاکٹر عبدالغفار جو کہ اسسٹنٹ پروفیسر ،شعبہ علوم اسلامیہ ،اسلامیہ یونیورسٹی ،بہاولپور، پاکستان ہیں۔ان کے مقالے کو جہات الاسلام نے شائع کیا ہے۔ان کے مقالے کا تعارف درج ذیل ہے۔

مقالہ کے آغاز میں وحی الہٰی اور عقلی اجتہاد کی اہمیت کو بیان کی گیا ہے۔وحی الہٰی سے انحراف تو بالکل ممکن ہی نہیں ہے اس دنیا میں تمام مجتہد اکٹھے بھی ہو جائیں تب بھی وہ اللہ اور اس کے رسول کی متعین کردہ حدود کو تبدیل نہیں کرسکتے اور نہ ہی مجتہد کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ دین اسلام کے مسلمہ قواعد واصول سے متجاوز کرسکے۔جب مجتہد کو یہ درجہ حاصل نہیں تو کسی بھی حکمران کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ حد سے تجاوز کرسکے۔مقالہ نگار نے سزا میں حقوق اللہ اور حقوق العباد میں فرق کو بیان کیا ہے۔حقوق اللہ میں جرم ثابت ہو جائے اور معاملہ عدالت میں آجائے تو وہ ناقابل معافی اور ناقابل راضی نامہ ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ حقوق اللہ میں معمولی کوتاہی قومی اور بین الاقوامی فساد کا سبب بنتی ہے۔

اسلامی نظام قانون ایک مکمل ضابطہ عدل و انصاف مہیا کرتا ہے۔اس کا مقصد جان ومال کا تحفظ اور عقل دین کی سلامتی ہے۔اسلام کا مقصد معاشرتی برائیوں کا مکمل خاتمہ کرنا ہے۔جہاں دین اسلام مکمل نافذ ہو تو وہاں سے معاشرتی، معاشی اور سیاسی برائیاں ختم ہو جاتی ہیں۔جو کہ باحیاہ معاشرہ قائم کرنے میں مدد دیتا ہے۔اس کے بعد مقالہ

نگار غیر طبقاتی اور اسلامی فکر پر مشتمل نظام کے قیام پر روشنی ڈالتے ہیں۔ جس میں معاشرے میں تمام طبقات کے لیے ایک ہی نظام تعلیم ہونا چاہیے ریاست اس کے بغیر چل ہی نہیں سکتی۔

ذرائع ابلاغ کے ذریعے معاشرتی اصلاح کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ دین اسلام کی بنیادی تعلیم اوراپنے قومی نظریات اور اسلامی تہذیب وتمدن کو نئی نسل میں منتقل کرنے میں ذرائع ابلاغ بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس لیے ذرائع ابلاغ کا درست استعمال بہت ضروری ہے۔ اس کے بعد قوانین کا بلاامتیاز نفاذ اور ہر فرد پر اطلاق ہونا چاہیے۔

مقالہ نگار بیان کرتے ہیں کہ پاکستان میں عدلیہ کا دہرا معیار ہے غریب کے لیے قانون ہے اور طاقت وار کے لیے کوئی قانون نہیں ہے۔ اس کے بعد مقالہ نگار نے شرعی سزاوں کی تنفیذ میں حکومتی اختیارات اور انصاف کی فراہمی میں حائل رکاوٹوں پر روشنی ڈالی ہے۔ بنیادی طور پر یہ مقالہ بڑا علمی اور فکری نوعیت کا ہے۔

۱۰۔ عدالتی نظام سے متعلق قواعد فقہیہ اور پاکستانی قوانین سے تطبیقات کا جائزہ

یہ مقالہ حافظ محمد اسحاق، پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ وعربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد نے ڈاکٹر لبنیٰ فرح جو کہ اسسٹنٹ پروفیسر ہیں شعبہ ٹرانسلیشن نمل یونیورسٹی، اسلام آباد، میں کے کے زیر سایہ لکھا ہے۔ اس مقالے کو اسلام اسلامیکس نے شائع کیا ہے۔ ذیل میں اس کا تعارف بیان کیا جاتا ہے۔

مقالہ نگار اپنے مقالے کے آغاز میں قواعد فقہیہ کی تعریف بیان کرتے ہیں ان کے نزدیک قاعدہ فقہیہ سے سے مراد اکثری حکم ہوتا ہے نہ کہ کلی حکم تاکہ اس کے ذریعے احکامات شرعیہ کی پہچان ہو سکے۔ اس کے بعد وہ قانون کا مفہوم بیان کرتے ہیں کہ قواعد کا ایسا مجموعہ جو کسی ملک میں نافذ العمل ہوتا ہے۔ مقالہ نگار قاضی یا جج سے متعلق قواعد فقہیہ اور پاکستانی قوانین میں تطبیق کو بیان کرتے ہیں اس کے ضمن وہ مختلف فقہی قواعد کا ذکر کرتے ہیں اور پھر ان قواعد کا پاکستان کے قوانین کے ساتھ تطبیق کرتے ہیں۔ فقہی قاعدے کو فقہاء کرام کی روشنی میں دیکھا جاتا ہے جیسا کی قاضی کا مسلمان ہونا ضروری ہے مگر پاکستان کے قانون کے مطابق غیر مسلم بھی قاضی بن سکتا ہے۔

مقالہ نگار بیان کرتے ہیں کہ اگر دعوی ظاہر نہ تو خارج کیا جائے گا یہ بات فقہی قاعدہ میں بھی ہے۔ مال کی قیمت کم ہونے کی صورت میں عدالت دعوی ختم کر سکتی ہے اس بارے میں فقہی قاعدہ میں کوئی تعلیم نہیں ہے۔ کورٹ کی فیس کم ہو تو دعوی ختم ہو تا ہے جبکہ اسلامی نظام میں کورٹ کی کوئی فیس نہیں ہے۔ فقہی قواعد عصر حاضر میں بھی کارآمد ہیں مگر ان کی تعبیر حالات کے بدلتے تقاضوں کے مطابق کرنی چاہیے۔ قواعد فقہیہ کو قانون کا درجہ نہیں دیا

جاسکتا کیونکہ یہ کلی نہیں ہوتے۔پاکستان کے عدالتی نظام میں سوائے حدود آرڈیننس کے ان کا اثر کہیں بھی دکھائی نہیں دیتا۔

قواعد فقہیہ کے ذریعے جج میں فیصلے کرنے سے متعلق ایک خاص ملکہ پیدا ہوتا ہے۔جس کی وجہ سے وہ معاملات کی گہرائی تک جا کر بہتر فیصلہ کر سکتا ہے۔پاکستان کا عدالتی نظام نہ تو فقہیہ قواعد کے مطابق ہے اور نہ ہی فقہ اسلامی کی سامنے رکھ کر بنایا گیا ہے۔یہ نظام برطانیہ کے دور کا وضع کردہ ہے۔قواعد فقہیہ سے آج ہی استفادہ کیا جاسکتا ہے اگر ان کی تعبیرات جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ہو۔

۱۱۔عصر حاضر میں عدالتی خلع کا مسئلہ،مالکی نقطہ نظر اور آیات کریمہ الذی بیدہ عقدۃ النکاح سے استدلال

اس مقالہ کے مقالہ نگار محمد احمد منیر ہیں جو کہ اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ قانون،ادارہ تحقیقات اسلامی،بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی،اسلام آباد ہیں۔ان کے مقالے کو پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ نے شائع کیا ہے۔ان کے مقالے کا تعارف درج ذیل ہے۔

مقالہ نگار نے اپنے مقالے کا آغاز اپنے مقدمے سے کرتے ہیں جس میں وہ عدالت کے ذریعے عورتوں کو دی گئی طلاق ،مردوں کی عورتوں پر زیادتی اور عورتوں کے حقوق پامال کرنے کا تذکرہ کرتے ہیں۔اس کے علاوہ وہ عدالت کے خلع کا بھی تفصیل کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ مقالہ نگار پاکستان میں رائج قانون خلع کو غیر اسلامی تصور کرتے ہیں۔اس کے بعد وہ قانون خلع از روائے شریعت کیا ہے کس طرح وقوع پذیر ہوتا ہے اس کی بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔اس ضمن میں متعدد آیات کریمہ کا ذکر کرتے ہیں۔اس کے بعد وہ فقہائے حنفی،شافعی اور حنبلی کے حوالے سے اپنے موقف مزید مستحکم انداز میں بیان کرتے ہیں۔اس کے بعد وہ خلع اور جمہور فقہاء کا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں اس کے ضمن میں وہ آیات کریمہ اور مختلف تفاسیر سے مدد لیتے ہیں۔

اس کے بعد مقالے نگار فقہاء مالکیہ کا موقف عصری اجتہاد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔اپنے مقالے میں مقالہ نگار مختلف قسم کے مقدمات کا بھی ذکر کرتے ہیں۔خلع عورت کا حق ہے جس جب چاہے اختیار کر سکتی ہے۔پاکستان میں قانون خلع کی وجہ سے عورت کا مرد کی مرضی کے بغیر خلع کی ڈگری دے دی جاتی ہے۔آیا خلع طلاق ہے یا فسخ نکاح اس پر مقالہ نگار نے قدر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے اور دونوں جانب کے دلائل کا تذکرہ کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ اس مسئلہ میں صحابہ کرام کے درمیان بھی اختلاف تھا لہذا دلائل دونوں طرف ہیں۔

۱۲۔ مکی اور مدنی دور رسالت کے عدالتی نظام کا موازنہ

یہ مقالہ کے مقالہ نگار ڈاکٹر صاحبزادہ باز محمد ہیں جو کہ چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ ،جامعہ بلوچستان ہیں۔ان کے مقالے کا جائزہ حسب ذیل ہے۔

مقالہ نگار کے نزدیک کسی بھی معاشرے کی ترقی کا دارومدار اس کی عدلیہ پر ہوتا ہے۔قدیم عرب قبائل میں بھی عدل کا ایک محکمہ قائم تھا جو لوگوں کے تنازعات کا فیصلہ کرتا اور معاشرے میں توازن کو برقرار رکھتا تھا۔مقالہ نگار کے مطابق اسلام سے قبل عرب معاشرہ قبائل پر مشتمل تھا جس میں کوئی باضابطہ حکومت قائم نہیں تھی۔اہل مکہ اپنے تنازعات کا فیصلہ اپنے قبیلہ کے سردار سے کروایا کرتے تھے۔مقالہ نگار مکہ کے ادوار میں عدالتی نظام کے موازنہ کے لیے مکہ میں نزول قرآن کے حوالے سے استدلال کرتے ہیں۔

مکہ میں عدلیہ کی آزادی اور عدلیہ کے فرائض کا مکی دور رسالت میں تصور کا اجمالی جائزہ لیتے ہیں۔اس کے بعد مکہ میں عدلیہ کے تنظیمی ڈھانچے پر روشنی ڈالتے ہیں۔مکہ میں اساسی اصولوں کے تحت صحابہ کرام کو عدلیہ چلانے کے قابل بنایا گیا۔اس کے بعد مقالہ نگار مدنی دور کے عدلیہ کے نظام پر روشنی ڈالتے ہیں اور اسلام کے نظام عدل قانون کو قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔جس کے مطابق مدینہ میں عدلیہ کی سرکاری سطح پر تشکیل ہوئی اور نمایاں طور پر عدلیہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔مدینہ میں عدلیہ کے لیے مکمل قانون سازی کی گئی۔مدینہ میں ہی حدود وتعزیرات کے مختلف مقدمات کا آغاز ہوا۔مدینہ شریف میں قاضیوں کا تقرر ہوا اس اور ان کی شرائط بھی مقرر ہوئیں۔

اردو تحقیقی کتب

اظہار مافی الضمیر کا بہترین ذریعہ قلم ہے۔چنانچہ اہل قلم نے اپنی آراء کو پیش کرنے کے لیے قلم کو تھاما اور عدل و قضاء کی بابت اپنی آراء کو رقم کرنا شروع کیا،عدالت، قضاء اور قاضی کے حوالے سے اردو،انگریزی اور عربی میں کتابیں لکھنے کا سلسلہ رہا، المختصر ذیل میں عدلیہ کے حوالے سے لکھی گئی کتب اور ان کے مشمولات کا ایک مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

اسلام میں قانون سازی

خالق داد رانجھا کی تالیف جسے مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری ،نسبت روڈ ،لاہور نے شائع کیا، پچانوے(95)صفحات پر مشتمل اس کتاب میں مندرجہ ذیل عنوانات پر کلام کیا گیا ہے۔اسلامی قانون سازی کے مختلف ادوار پر عہد بہ عہد اختصار کے ساتھ کلام مذکور ہے۔پانچ ادوار مؤلف نے بیان کیے ہیں۔اولین دور عہد نبوت کو ذکر کیا ہے۔دوسرے عہد کو خلافتِ راشدہ اور دولتِ بنو امیہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔تیسرے عہد کو دولت عباسیہ کا زریں زمانہ کے نام سے رقم کیا ہے،اس کے تحت لکھا ہے کہ یہ دور دوسری صدی ہجری کے اوائل سے شروع ہو کر چوتھی صدی ہجری کے وسط میں ختم ہو گیا۔چوتھے دور کو انحطاط اور تقلید کے دور کا نام دیا ہے،اس کے تحت دولت عباسیہ کے اواخر میں علم فقہ کی ترقی رک گئی سقطِ بغداد کے بعد ساتویں صدی ہجری کے وسط میں تمام سنی فقہاء کی یہ رائے ٹھہری کہ اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا جائے اور یہ چار مشہور مذاہب کافی ہیں۔پانچواں دور کو بیداری کے دور سے موسوم کر کے چند سطریں رقم کرتے ہوئے ابن تیمیہ ،ابن قیم اور جمال الدین افغانی کی مساعی کو ذکر کیا ہے۔[7]

اسلامی قانون کی تاریخ وتدوین کی بابت اختصار کے ساتھ مذکور ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں صحابہ کو اسلامی قانون کی تدوین کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔سب سے پہلے خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام مالک کو اسلامی قانون تدوین کرنے کو کہا کہ میں اسلامی قانون کو تمام اسلامی ممالک میں نافذ کر دوں گا، جس پر امام مالک نے "مؤطا" کتاب لکھی۔اس کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے جید علماء کے فتوؤں پر مشتمل فتاوٰی عالمگیری لکھوا کر اسلامی قانون کی تدوین میں ایک اہم کوشش کی۔اس کے بعد دولت عثمانیہ کے زیر اہتمام چودہ جید علماء کی کمیٹی نے "مجلۃ الاحکام العدلیہ" کی تدوین کی۔[8]

اسلامی قانون کے ماخذ کے طور پر نو(9)عناصر کو ذکر کیا گیا ہے۔

1۔کتاب اللہ 2۔سنت رسول اللہ ﷺ 3۔اجماع 4۔قیاس 5۔اجتہاد
6۔استحسان 7۔مصالح مرسلہ 8۔عرف 9۔استصحاب واستدلال[9]

[7] رانجھا،خالق داد،اسلام میں قانون سازی،مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری،نسبت روڈ،لاہور،ص35-14

[8] رانجھا،خالق داد،اسلام میں قانون سازی،مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری،نسبت روڈ،لاہور،ص38-37

[9] رانجھا،خالق داد،اسلام میں قانون سازی،مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری،نسبت روڈ،لاہور،ص40

اسلامی شریعت کے تین اجزاء کو ذکر کیا گیا ہے۔ان اجزاء سے کی معرفت سے اسلامی قانون کے امتیازی مزاج کو سمجھنا آسان ہو گا اور بعد ازاں اسلامی اقدار کی روشنی میں قانون سازی کا عمل پروان چڑھے گا۔اسلامی شریعت کے اجزائے ترکیبی درج ذیل ہیں۔

1۔احکام العقائد 2۔احکام الفقہ 3۔احکام التزکیہ [10]

اسلامی ریاست کا عدالتی نظام

پروفیسر رفیع اللہ شہاب کی تالیف، جسے قانونی کتب خانہ، کچہری روڈ، لاہور نے 1984ء میں شائع کیا۔ یہ کتاب دوسو اڑتالیس (248)صفحات پر مشتمل ہے،اس کے سرورق پر یہ تحریر جلی حروف میں مرقوم ہے کہ اس کتاب میں دورِ رسالت سے لے کر موجودہ دور تک اسلام کے عدالتی نظام کی تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔

بارہ ابواب میں منقسم اس کتاب کے اولین باب کا عنوان قبل اسلام کے عدالتی نظام ہے۔اس باب کے ضمن میں عربوں کے قاضی اور حکم،مکہ معظمہ کے عدالتی نظام،مدینہ منورہ کے عدالتی نظام،زمانہ جاہلیت میں کاہن کا مقام،یونان کا عدالتی نظام،ہندوؤں کا عدالتی نظام،رومن عدالتی نظام اور ایران کے عدالتی نظام پر کلام کیا گیاہے۔ دوسرا باب اسلام کا سیاسی نظام کے عنوان سے قائم ہے۔اس کے ضمن میں حکومتِ الٰہیہ کا تصور، اسلام میں شوریٰ کا تصور ،اسلام اور ملوکیت ،اسلام اور جمہوریت اور اسلامی نظام کی بنیاد توحید اور مساوات پر کلام مذکور ہے۔ تیسرے باب کا موضوع اسلام کے عدالتی نظام کے لیے معاشرے کی تیاری ہے۔اس باب میں زمین کی شرعی حیثیت ،ضرورت سے زائد دولت بارے تعلیمات اور گھریلو تنازعات کا سدباب ، جیسے اہم امور پر گفتگو کی گئی ہے۔چوتھا باب اسلام کے عدالتی نظام کے طریقِ کار کے بارے میں ہے۔اس باب میں عدلیہ کو دورِ صدیقی،فاروقی و عثمانی اور حیدری دور کے تناظر میں بیان کرنے کے ساتھ چند دیگر مشہور قاضیوں کے احوال بھی بیان کیے ہیں۔پانچواں باب دورِ رسالت مآب ﷺ کے عدالتی نظام کے بارے میں ہے۔چھٹے باب میں خلافت راشدہ کے عدالتی نظام کو موضوع بنایا گیاہے۔ساتواں باب اموی دور کے عدالتی نظام سے متعلق ہے۔آٹھویں باب میں عباسی

---

[10] رانجھا،خالق داد، اسلام میں قانون سازی، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، نسبت روڈ، لاہور، ص9

دور کے عدالتی نظام کے احوال کو ذکر کیا گیاہے۔نویں باب کا موضوع عثمانی دور میں عدالتی نظام پر منفی اثرات ہے۔دسویں باب میں برصغیر ہندوپاکستان میں مسلمانوں کا عدالتی نظام موضوعِ بحث ہے۔اس کے ضمن میں مسلمان سلاطین اور عدالتی نظام پر مختصر گفتگو کی گئی ہے۔گیارہواں باب برصغیر میں اسلامی عدالتی نظام کی بنیادیں کے عنوان سے قائم ہے۔اس کے ضمن میں فتاوٰی عالمگیری، اس دور مشہور قاضی حضرات پر کلام کیا گیاہے۔بارہویں اور آخری باب میں یورپ کی محکومی میں مسلمان ممالک کے عدالتی نظام پر کلام مذکور ہے۔[11]

اسلامی نظام عدل کا نفاذ (مشکلات اور ان کا حل)

مولانا سید محمد متین ہاشمی کی تالیف جسے مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، نسبت روڈ، لاہور نے شائع کیا، یہ تالیف چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔

اسلام میں عدل کے ضابطے

پروفیسر طیب شاہین لودھی نے ترجمہ اور حواشی رقم کرکے اس کتاب کو فاروقی کتب خانہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان سے 1994ء میں طبع کروایاہے۔اصل عربی کتاب کا نام "الطریق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ" ہے اور اس کے مصنف ابن قیم الجوزیہ ہیں۔

یہ کتاب چھ حصوں میں منقسم ہے۔حصہ اول میں شہادت، قرائن اور دلائلِ حال و مقال کا عنوان قائم کرکے جج کے لیے شواہد اور احوال کے فہم کی اہمیت کو اجاگر کیا گیاہے۔اس ضمن میں سیاست کی قسمیں بیان کرنے کے ساتھ تاریخی تناظر میں انبیائے کرام کے احوال سے شواہد سے متعلق واقعات کو ذکر کیا ہے۔مزید براں صحابہ کرام کے طرز عمل سے بھی راہنمائی ذکر کی گئی ہے۔حصہ دوم کا موضوع "مسلمان ججوں کی بے نظیر فراست" رکھ کر خلفائے راشدین کے فیصلوں کی انفرادیت کو اجاگر کرنے کے ساتھ نمایاں قضاۃ کے تذکرے بھی اس حصہ میں شامل ہیں جیسا کہ قاضی شریح، قاضی ابن ابی لیلیٰ تابعی، سیدنا خزیمہ بن ثابت، سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین کے فیصلوں کی خوبیوں کو ذکر کیا ہے۔حصہ سوم میں دعاوٰی اور ان کی اقسام کو موضوع بنایا ہے۔اس کے تحت جرائم کی

[11] شہاب، رفیع اللہ، پروفیسر، اسلامی ریاست کا عدالتی نظام، قانونی کتب خانہ، کچہری روڈ، لاہور 1984ء، ص 11-5

اقسام کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ حصہ چہارم میں فیصلوں کے ضابطے ذکر کیے گئے ہیں۔ حصہ پنجم میں احتساب کو موضوع بنا کر اس کے ضمن میں احتساب کے مقصد، محکمہ احتساب کے فرائض، تسعیر اور اس کی اقسام کو ذکر کرنے کے ساتھ امور مالیہ کی شفافیت بارے احتسابی عمل کی ذمہ داری کو واضح کیا گیا ہے۔ چھٹا حصہ عقوبات وتعزیرات کے عنوان سے قائم ہے، اس کے تحت عقوبات شرعیہ اور تعزیرات شرعیہ کی تفصیلات رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کی نظائر کے تناظر میں ذکر کی گئی ہیں۔[12] قرائن کی اہمیت پر نظائر ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب اور ان کے ساتھ دیگر صحابہ کرام نے ایک ایسی عورت کو سنگسار کرنے کا فیصلہ دیا جس کو حمل تھا مگر اس کا نہ تو خاوند تھا اور نہ ہی آقا۔ ظاہری قرینہ پر اعتماد کے بارے میں امام مالک اور امام احمد بن حنبل بھی اسی طرف گئے ہیں۔ اسی اصول کے مطابق حضرت عمر اور حضرت عبد اللہ بن مسعود نے منہ سے شراب کی بُو آنے یا شراب کی قے کرنے کے ظاہری قرینے پر اعتماد کرتے ہوئے حد جاری کی ہے۔ ملزم کے پاس اگر مالِ مسروقہ بر آمد ہو جائے تو خلفائے راشدین اور آئمہ کرام نے حکم دیا ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ یہ قرینہ کسی شہادت یا اعتراف سے زیادہ قوی ہے، کیونکہ گواہی اور اقرارِ جرم تو خبر ہے اور خبر میں صدق وکذب دونوں کا احتمال ہوتا ہے اور مالِ مسروقہ کی بر آمدگی ایسا صریح ثبوت ہے جس میں شبہ کو دخل نہیں۔[13]

حاکم اور جج کے لیے دو امور کا فہم حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ اول- زمانے کے حالات کی واقفیت اور ثانی- لوگوں کی نفسیات ان کے احوال اور نفسِ واقعہ کا فہم۔ تاکہ وہ اس فہم کی مدد سے سچ اور جھوٹے، حق اور باطل میں امتیاز کر کے اس کے مطابق فیصلہ کر سکے اور اصل واقعہ پر حکم نافذ کر سکے، خلافِ حقیقت فیصلہ دینے سے گریز کر سکے۔[14]

---

[12] لودھی، طیب شاہین، پروفیسر، اسلام میں عدل کے ضابطے، فاروقی کتب خانہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان، 1994ء، ص 11۔3

[13] اسلام میں عدل کے ضابطے، ص 41

[14] اسلام میں عدل کے ضابطے، ص 37

خلاصہ بحث

اس مقالہ میں پانچ تحقیقی مقالات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے جن میں سے چار پی ایچ ڈی کے مقالہ جات ہیں اور ایک ایم فل کا مقالہ ہے۔ جبکہ چودہ آرٹیکلز کا ایک مختصر سا تعارفی جائزہ پیش خدمت کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ چار تحقیقی کتب بھی نظام قضا اور عدالتوں کے فیصلوں کے ضمن میں لکھی گئی ہیں اور ان کا تنقیدی تجزیہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ پر کام کرنے کی ضرورت ہے تا کہ نظام عدل وانصاف کو نہ صرف یہ کہ بہتر بنایا جاسکے بلکہ اسم موجود خامیوں کی نشاندہی بھی کی جاسکے اور ارباب اقتدار واختیار ان کا تدارک کر کے اس کو بہتر بنا سکیں۔